

مولانا عبدالقیوم حقانی

مولانا حافظ محمد ابراہیم فانی کے ساتھ طالبان کے افغانستان کا ایک یادگار سفر (مئی ۱۹۹۷ء)

فانی صاحبؒ نے علماء و زعماء کے ساتھ طالبان کے افغانستان کا ایک تاریخی سفر کیا تھا ذیل کا مضمون اس کا ایک اقتباس ہے جو علمی ادبی حوالے سے بہت دلچسپ ہے۔۔۔۔۔ (حافظ محمد قاسم حقانی)

ابھی حضرت گل حقانی سے مذاکرہ جاری تھا کہ اچانک جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے فاضل اور سابق مدرس مولانا شمس الرحمان حقانی اپنے اساتذہ کی آمد کا سن کر اپنے فوجی ہیڈ کوارٹر غنی خیل اولسوالی سے طورخم گرک پہنچ گئے۔ جہاں ہم لوگ بیٹھے تھے، ان کے آنے سے رونق محفل دوبالا ہوئی کہ اپنے بے تکلیف دوست بھی ہیں اور مخلص تلمیذ بھی۔ میں نے اپنے مہمان دوست مولانا ابو طاہر اسماعیل مدظلہ سے ان کا تعارف کراتے ہوئے عرض کیا کہ مولانا ایک جید فاضل، ایک لائق مدرس، ایک محقق عالم ہونے کے ساتھ ساتھ اولین روز سے میدان جنگ کے نڈر سپاہی اور تحریک طالبان کے اولین کارکن بھی ہیں۔ اس وقت اس علاقہ کے اولسوال (حکمران) ہیں۔ تحریک طالبان کے دوران جامعہ حقانیہ میں تدریس کرتے رہے اور تحریک میں عملاً بھرپور شرکت بھی کرتے رہے۔ تو اس پر مولانا محمد ابراہیم فانی صاحبؒ نے برجستہ شعر پڑھا.....

ہے مشقِ سخن جاری چکی کی مشقت بھی
اک طرفہ تماشا ہے حسرت کی طبیعت بھی

تو محفل کشت زار زعفران بن گئی۔

مولانا ابو طاہر اسماعیل مدظلہ نے اسی پس منظر اور پیش نظر کے حوالے سے کچھ اشعار سنائے، تو طالبان کی کامیابی اور فتح مبین کا ذکر چل پڑا۔ مولانا محمد ابراہیم فانی نے اس موقع پر فتح مبین کے حوالے سے کلام سنایا جو جامعہ حقانیہ میں فتح کا بل کے مولانا محمد ابراہیم فانی کے مولانا محمد ابراہیم فانی کے چند اشعار نذر قارئین

ہیں ے

یہ فتح میں فتح کابل مبارک
 زباں ہے یوں مشغول حمد خداوند
 بفسل میں فتح کابل مبارک
 جہاد مقدس کی تکمیل ہوگی
 بسجدہ جبین فتح کابل مبارک
 خدا نے رکھی لاج نام عمر کی
 مرے ہم نشین فتح کابل مبارک
 ذلیل اور خائب ہوئے سارے دشمن
 امیر امیں فتح کابل مبارک
 ہے فانی عاجز کا ادنیٰ سا تحفہ
 کھلا باب دین فتح کابل مبارک
 غنی خیل کے لئے روانگی:

طورخم پھانک کے طالبان کا اصرار تھا کہ ہمارا ان کے ہاں زیادہ سے زیادہ قیام ہو مگر مولانا شمس الرحمان حقانی اور ان کے رفقاء نے کہا کہ ہم نے غنی خیل اولسوالی میں پہلے سے استقبالیہ کا پروگرام ترتیب دیا ہے۔ اور ظہرانے کا اہتمام بھی کیا ہے۔ اس دوران وائٹس کے ذریعہ غنی خیل سے مہمانوں کے انتظار اور یہاں سے انہیں جلد رخصت کرنے کے تاکید پر پیغامات بھی مل رہے تھے۔ جب غنی خیل کے لئے روانگی ہوئی اور دفتر سے نکل کر گاڑیوں کی طرف آنے لگے تو جامعہ حقانیہ کے قدیم فاضل اور معروف استاذ فقہ وحدیث اخونزادہ نعیم الدین حقانی نے میرا ہاتھ پکڑ کر سامنے کی پہاڑیوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ یہ شمشاد (غونڈ) پہاڑیاں کہلاتی ہیں ان تمام پہاڑوں میں طالبان پھیلے ہوئے اور مورچہ بند ہیں ان پہاڑوں پر چڑھنے کی مسافت میں چار گھنٹے صرف ہوتے ہیں۔

تخیل کی بلند پروازیاں:

طالبان کے ساتھ معیت کے یہ لحاظ رحمت ہی رحمت تھے۔ ادھر طویل مدت بسیار دعاؤں اور شدید انتظار کے بعد باران رحمت کی بوند باندی بھی شروع ہو گئی۔ طالبان نے اس کو ہم گنہگاروں کی آمد کے حوالے سے نیک فال خیال کیا۔ فانی صاحب نے کہا ے

اب کے پھر برسات میں گنج شہیداں پر چلیں
 آسمان روئے گا اور اپنی غزل گائیں گے ہم

ایک عظیم تاریخی یادگار دن:

اب چاروں طرف باران رحمت کی گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں۔ فضاء میں خشکی بھی تھی اور رحمت بھی اور نور بھی۔ ہم اپنے تخیلات کی دنیا میں مست تھے کبھی بدرواح کا خیال آتا، کبھی حنین وتبوک کا تصور، کبھی اصحاب خندق کی قربانی رلائی کبھی قادیان کا منظر ہوتا، کبھی

بالاکوٹ کے شہداء کی روحیں متصور ہوتیں، اسی ایمانی فضاء میں روحانی تصورات نے ولولہ تازہ دیا ایمان کو جلالی۔ مولانا ابوطاہر اسماعیل نے بے ساختہ کہا خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اللہ پاک نے اپنی زندگی میں ایک اسلامی اور خالص اسلامی حکومت دکھادی ہے میں کتنا خوش قسمت ہوں کہ ایک طویل ترین تاریخی تسلسل میں خالص اسلام نظام، حکومت کے انخلاء کے بعد مجھے اللہ نے ایک خالص اسلامی حکومت دکھادی ہے۔ فانی صاحب جوش مسرت سے بے قرار ہو گئے اور بے اختیار پکار اُٹھے، سبحان اللہ.....

اک شور ہے میں نے تجھے پہچان لیا ہے
ہر آنکھ مرا ذوق نظر مانگ رہی ہے

فضاء بدر:

مولانا فانی نے مولانا ابوطاہر اسماعیل کا یہ ارشاد سن کر بات مزید آگے بڑھاتے ہوئے کہا: حضرت! خدا کی نصرتیں اب بھی شامل حال ہو سکتی ہیں، فضاء بدر چاہئے، فضاء بدر، اور فرمایا:

فضاء بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی
عظمت و رفعت کے باوصف عجز و انکسار کا اظہار:

اب ہمارا قافلہ جلال آباد مگر اس سے قبل مولانا شمس الرحمان کی اوسوایی غنی خیل کے لئے رواں دواں ہوا۔ تو طالبان نے اپنے روایتی انداز میں اپنے اساتذہ اور اضياف کے اکرام میں کاروان ترتیب دیا۔ مسلح گارڈ زبردست سرکاری پروٹوکول کے باوصف بے تکلفی وارفنگی، عقیدت اور خلوص و محبت اور تواضع و انکسار کے جذبات سے معمور جذبہ شہادت اور جوش جہاد سے بھرپور کاروان سوئے منزل رواں دواں ہوا۔ کان لگا کر سنا تو فانی صاحب گنگنا رہے تھے.....

آواز دے رہے ہیں تقاضے نئے نئے
اب گفتگوئے کاکل و رخسار کیا کریں
طالبان افغانیوں کے لئے امن وعدل اور نفاذ شریعت کی ضمان ہیں:

میرا بارہا ان راستوں پر گزر ہوا ہے۔ مجددی ربانی اور مسعود کے دور نامسعود میں میدان شہر اور درہ نور کے علاقوں میں جانا ہوتا تھا۔ اپنے مخلص رفیق حافظ محمد صفی اللہ معاویہ (حال مدینہ منورہ) بھی میرے ساتھ ہوا کرتے تھے۔ چند چند کلومیٹر پر پھانکوں کے سلسلے، ٹیکسوں کا بے ہنگم نظام، لوٹ مار کا طومار، بچوں اور بچیوں کی چھینا چھٹی، دن دہاڑے لوٹ مار اسلام کے نام پر آنے والے حکمران مظلوموں سے خدا کا واسطہ سنتے تو غضب ناک ہو جاتے، بخشش کی درخواست یا مظلوم کی رنجش کو برا سمجھتے تھے۔

جہادی قیادت میں نامور تھے۔ حکومت اور نظام حکومت کے سلسلہ میں بلند بانگ دعوے کرتے تھے خواہ وہ کمیونسٹ حکمران ہوں یا ربانی، حکمتیار، مسعود سیاف جیسے جہاں دیدہ اور تجربہ کار سیاست مدار سب کا نام اب گالی بن چکا ہے۔ ان کے مقابلے میں عمر کے کچے، نا تجربہ کار بچے، سندت اور ڈگریاں کہاں؟ ابھی تو بے چارے طالبان ہیں مگر افغانستان کے مسلمانوں کے لئے دارالامان ہیں راحت، سکون، امن عدل اور نفاذ شریعت کی ضمان ہیں۔ میرا یہ تجزیہ سن کر فانی صاحب نے ایک شعر میں دلچسپ تبصرہ کر دیا، فرمانے لگے.....

کچھ نہ کچھ اہل جنوں ہر دور میں باقی رہے
اک اگر لگتا رہا اک کاروان بنتا رہا

ادب، حیا اور احترام اساتذہ کا ایک نمونہ:

کاروان سوئے منزل روان تھا۔ مولانا شمس الرحمن حقانی کے اصرار پر احقر کاتب الحروف برادر م مولانا محمد ابراہیم فانی اور ضیف مکرم مولانا ابو طاہر اسماعیل ان کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ گئے۔ ڈرائیونگ خود مولانا شمس الرحمن کر رہے تھے۔ ایک عظیم مدرس، ایک محقق عالم اور ایک پاکباز نوجوان، ایک بے لوث کمانڈر، ایک بے ریا مجاہد اور ایک کامیاب حکمران اب خود ڈرائیونگ کر رہا تھا۔ اسے اس بات پر مسرت تھی کہ وہ اپنے اساتذہ کو لئے جا رہا ہے مگر اس وقت حیرت ہوئی جب ڈرائیور کی سیٹ پڑ بیٹھ کر مولانا شمس الرحمن نے اپنے امکان کی حد تک آخری وقت تک اپنی پشت ڈرائیور گیٹ کی طرف موڑے رکھی۔ میرے اصرار پر بھی وہ اپنی اس ادا کو ترک کرنے پر قادر نہ ہو سکے کہ فرنٹ سیٹ پر تو ہم نے مولانا ابو طاہر اسماعیل صاحب کو بٹھا دیا تھا۔ کچھ سیٹ پر میں اور مولانا فانی صاحب تھے۔ ہم دونوں سے مولانا شمس الرحمن کو تمدن کی نسبت تھی۔ جس نے مختلف صبر آزما معرکوں میں دشمن کے بڑے بڑے تجربہ کار کمانڈروں کو مات دی تھی۔ اسلامی تعلیم، محمدی اخلاق کا یہ حال تھا کہ وہ اپنے اساتذہ کی طرف پشت تک کو گوارا نہ کر سکا۔ راستے میں احترام و محبت کے ملے جلے جذبات نے کبھی اس کی آواز کو اونچا نہ ہونے دیا۔ مجھے برادر م فانی صاحب نے آنکھوں سے اشارہ کرتے ہوئے بتایا کہ علم و معرفت کی بلندیوں اور عظمت تدریس کی رفعتوں کے باوصف فنائیت اور کسر نفسی کا یہ عالم ہے۔ مولانا شمس الرحمن حقانی خاموش طبع، نرم خو، انتہائی سادہ، محبت اور ادب و تواضع کا پیکر، فانی صاحب نے فرمایا:.....

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم

وزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

غیرت اسلام کے پیکر:

مولانا ابو طاہر اسماعیل © rasailojaraid.com میں حیران تھے کہ یا اللہ! یہ

طالبان کیا مخلوق ہے؟ سخت جان، مضبوط ایمان، فقر و درویشی میں بوذری شان۔ فانی صاحب نے کہا: شورشِ مرحوم سے معذرت کے ساتھ قدرے ترمیم کرتے ہوئے.....

بوذر و سلمان کے اوصاف کے مظہر ہیں یہ

اس صدی میں غیرتِ اسلام کے پیکر ہیں یہ

تذکرہ حافظ سعید الرحمن شہیدؒ کا:

مولانا فانی اور مولانا ابوطاہر اسماعیل اپنے اپنے شاعرانہ اور ادیبانہ ذوق کی بنا پر مناسب اشعار پڑھ کر تبادلہ خیال کرتے اور مجھ جیسے بدذوق کے لئے سامانِ فرحت و انبساط اور اسبابِ ازدیادِ ایمان کے وسائل مہیا کر رہے تھے۔ بعض فارسی اشعار سے مولانا شمس الرحمن حقانی بھی لطف اندوز ہوتے رہے کہ اچانک لنڈی خیر کا مقام آیا تو مولانا شمس الرحمن حقانی نے گاڑی روک کر بتایا کہ یہی وہ جگہ ہے جہاں پر حافظ سعید الرحمن حقانی، مولانا شیر عالم حقانی میرے ساتھ رات کو اسلحہ ڈپو پر ڈیوٹی دیتے ہوئے مین (بارودی سرنگ) پھٹنے سے شہید ہو گئے تھے۔ فانی صاحب نے کہا: آہ، یہ کس کا ذکر چھیڑا کس کا تذکرہ ہوا.....

زبان پہ بارِ خدا یا یہ کس کا نام آیا

کہ میری نطق نے بو سے میری زبان کے لئے

مولانا سعید الرحمن ایک مخلص ساتھی، میرے شب و روز کے ہمسفر، ہم پیالہ و ہم نوالہ، خدمت و محبت میں

سب سے آگے، فانی صاحب کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور کلیم عاجز کے یہ اشعار سنائے.....

دنیاے عشق وادی پر خار ہی سہی اب تو جنوں کو برہنہ پا کر چکے ہیں ہم

ہاں شوق سے حوالہ دار و رسن کرو اے دوست! اب تو جرم و فاکر چکے ہیں ہم

کس کس جگہ بیاضِ وطن سے مٹاؤ گے ہر ورق پہ مہر و فاکر چکے ہیں ہم

(ماخوذ از صدائے شریعت مئی ۱۹۹۷ء)

☆☆☆

ترستی ہیں نگاہیں ان کو فانی

پتہ ملتا نہیں اس جانِ فزا کا

(فانی)